سندھ حکومت نے ہیلتھ ورکرز کا ترمیم شدہ نصاب جاری کر دیا

2003 کے بعد پہلی مرتبہ لیڈی ہیلتھ سپروائزرز کے نصاب میں اس نوعیت کی ترامیم کی گئی ہیں

سندھ حکومت نے لیڈی ہیلتھ سپروائزرز (ایل ایچ ایس) کے تعلیمی و تربیتی نصاب میں اہم تبدیلیوں کی منظوری دے دی ہے۔ یہ فیصلہ گھروں تک فراہم کی جانے والی صحت عامہ کی خدمات کے معیار میں اضافے کے لیے کیا گیا ہے۔ بیماریوں سے تحفظ اور بچاؤ کی یہ خدمات مقامی افراد کو ان گھروں تک لیڈی ہیلتھ ورکرز (ایل ایچ ڈبلیو) کی مدد سے فراہم کی جاتی ہے۔

اس نئے نصاب میں نمونیا اور ڈائریا (دستوں کی بیماری) کے علاج معالجے کے متعلق جدید ترین راہنما اصولوں کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ دونوں امراض قابل علاج ہیں تاہم افسوسناک امر یہ ہے کہ ان کے باعث 2015 میں ملک بھر میں 670,000 اموات ہوئی تھیں۔ اس امر کا انکشاف ایک صوبائی اجلاس میں کیا گیا جس میں ان امراض کے علاج سے متعلقہ افراد اور آغا خان یونیورسٹی (اے کے یو) کے نگران پلس پراجیکٹ میں شامل تحقیق کاروں نے شرکت کی۔

اس نئے نصاب میں ایل ایچ ایسز کے لیے ایسی ہدایات شامل ہیں جن کی مدد سے وہ نہایت موثر انداز میں ایل ایچ ڈبلیوز کے کام کی نگرانی کر سکتی ہیں اور انہیں معاونت فراہم کر سکتی ہیں۔ گویا نمونیا اور ڈائریا کے ابتدائی مراحل میں علاج کے لیے، ایل ایچ ایسز جدید ترین علم اور معالجاتی مہارت کے اطلاق کے ذریعے ایل ایچ ڈبلیوز کے کام کو تقویت فراہم کر سکتی ہیں۔ یہ بات اہم ہے کہ ان امراض کے علاج کے لیے ابتدائی مراحل میں کی جانے والی دیکھ بھال نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

سندھ لیڈی ہیلتھ ورکر پروگرام کے ڈائریکٹر ڈاکٹر غلام حسین شیخ نے اس موقعے پر بات کرتے ہوئے کہا، "ایل ایچ ایسز کا یہ ترمیم شدہ نصاب اب تربیتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا اور ہم بھرپور توقع کرتے ہیں کہ بچوں میں ڈائریا اور نمونیا کے علاج کے لیے یہ اہم ثابت ہوگا۔" انہوں نے مزید کہا، "میں سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام فار فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کے نمائندگان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اے کے یو کی نگران پلس کی ٹیم کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس نصاب کی ترمیم کے لیے رضاکارانہ طور پر خدمات فراہم کیں۔ انہوں نے نہ صرف نصاب کے جائزے اور سندھی زبان میں اس کے ترجمے کے لیے اہم خدمات فراہم کی ہیں بلکہ اس نصاب کی سب سے پہلی الیکٹرانک نقل بھی تیار کی ہے۔"

نگران پلس، میرپورخاص میں کی جانے والی تحقیق اور علاج کے اقدامات کا پراجیکٹ ہے جس کے تحت اے کے یو کے تحقیق کاروں نے صوبائی حکومت کے مقرر کردہ ہیلتھ آفیسرز کے ساتھ کام کیا۔ ان کا مقصد ایسے حقیقی عوامل کے متعلق معلومات کا حصول تھا جن کے باعث نمونیا اور ڈائریا کے خلاف جنگ میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔

نگران پلس پراجیکٹ کا ایک اہم جز ضلع میں مصروف عمل 32 ایل ایچ ایسز اور 160 ایل ایچ ڈبلیوز کے علم کی جانچ بھی تھا۔ اس کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ بیشتر ہیلتھ ورکرز کے پاس ان امراض سے نبردآزما ہونے کے لیے درکار بنیادی معلومات بھی نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایل ایچ ڈبلیوز کو ایل ایچ ایسز کی جانب سے ملنے والی معاونت اور سرپرستی کے معیار میں اضافے کی بھی ضرورت ہے۔

پراجیکٹ کی بنیادی تفتیش کار ڈاکٹر فوزیہ ربانی نے اس موقعے پر بات کرتے ہوئے کہا، "صحت عامہ کے نظام کو بہتر بنانے کے متعلق زیادہ تر مباحث کا محور ایل ایچ ڈبلیوز ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم ایل ایچ ایسز کی صلاحیتوں کو درست انداز اور مقدار میں استعمال میں نہیں لے رہے۔ ایک ایل ایچ ایس، 15 سے 20 ایل ایچ ڈبلیوز کی موثر انداز میں سرپرستی کر سکتی ہے اور ہر ایل ایچ ڈبلیو کی 100 گھروں تک رسائی ہے لہذا ایل ایچ ایسز کی بہتر راہنمائی کی بدولت ہم زبردست تبدیلی لا سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر ربانی نے مزید کہا، "اس ترمیم شدہ نصاب اور پالیسی اصلاحات کی بنیاد تحقیق اور مشاہدات پر ہے۔ ان سے ایسے کم قیمت اور سادہ اقدامات کی نشاندہی ہوتی ہے جو سسٹین ایبل ڈیویلپمنٹ گول نمبر 3 کے حصول میں پاکستان کے لیے مددگار ثابت ہوں گے۔ ایس ڈی جی نمبر 3 بچوں کی اموات میں کمی کے متعلق ہدف ہے۔"

تحقیق کاروں اور سندھ حکومت کے صحت عامہ کے ماہرین نے نگران پلس پراجیکٹ کے تحت کی جانے والی تحقیق کے نتیجے میں حاصل ہونے والے متعدد مشاہدات کے حوالے سے بھی بات کی۔

پراجیکٹ کے ابتدائی سال میں کمیونٹی ہیلتھ ورکرز نے میرپور خاص کے کم آمدنی والے علاقوں کی رہائشی 4000 سے زائد ماؤں اور صحت عامہ کے افراد کے متعلق سروے کیا۔ ان کے مشاہدات کے مطابق صحت عامہ فراہم کرنے والے ہر 3 میں سے ایک (سے بھی کم) (فرد کو جسم میں پانی کی کمی کی علامات کے متعلق علم نہیں تھا۔ جسم میں پانی کی کمی ڈائریا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اہم پیچیدگی ہے۔ مزید برآں سروے میں شامل ہر دس میں سے 4 (سے بھی کم) گھروں کے افراد کو سانس لینے میں ہونے والی مشکلات سے آگاہی نہیں تھی جو نمونیا کی اہم علامت ہے۔

نگران پلس پراجیکٹ کے ایک تحقیق کار کے مطابق ان اہم علامات اور پیچیدگیوں سے ناواقفیت کے نتیجے میں 70 فیصد گھرانے علاج کے لیے کسی نجی کلینک جانے پر مجبور ہوتے ہیں حالانکہ ایک ایل ایچ ڈبلیو صحت کے ان مسائل کا گھر پر بآسانی علاج کر سکتی ہے۔

مزید برآں، تحقیق کاروں کے مطابق ان علاقوں میں پایا جانے والا ایک عام تصور یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ دستوں کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے والدین کے خیال میں 'جسم کو آرام دینے کے لیے' اسے غذا دینی بند کر دینی چاہیے۔ اس تصور اور طریقہ کار کے نتیجے میں بچوں کے جسم میں پانی کی شدید کمی واقع ہو جاتی ہے اور اسے ہسپتال میں داخل کروانا پڑتا ہے۔

اس مطالعے کے دوران یہ طریقہ کار بھی مشاہدے میں آیا کہ جسم میں پانی کی کمی کے علاج میں بلاضرورت تاخیر کی جاتی ہے اور بے جا اخراجات کیے جاتے ہیں۔ بیشتر گھرانے بازار سے اورل ری ہائیڈریشن سالٹس (او آر ایس) کا ساشے خریدتے ہیں جبکہ وہ گھر پر نمک، شکر اور پانی کی مدد سے بآسانی یہ محلول تیار کر سکتے ہیں اور بچے کی صحت کو فوری بحالی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ او آر ایس کی فراہمی میں یہ تاخیر بھی جسم میں پانی کی کمی کو خطرناک حد تک بڑھا دیتی ہے۔

نمونیا کے علاج کے حوالے سے بھی اسی انداز کے غلط تصورات سامنے آئے جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ صحت عامہ کے بیشتر افراد سانس کے انفیکشن کو محض 'عمومی کھانسی' سمجھتے ہیں اور سروے میں شامل صرف 12 فیصد افراد نے بچوں کو درست وقت پر موزوں اینٹی بائیوٹک ادویات فراہم کی۔

تحقیق کاروں نے حکومت کو تجویز پیش کی ہے کہ بچوں کو نمونیا اور ڈائریا جیسے مہلک امراض سے محفوظ رکھنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جائیں:

- ایل ایچ ڈبلیوز کو اینٹی بائیوٹک ادویات، زنک سپلیمنٹس اور او آر ایس کے استعمال کی تربیت کے ساتھ ساتھ اس تک رسائی حاصل ہونی چاہیے۔ اس کی مدد سے وہ ہسپتال بھیجنے کے بجائے بچے کا گھر پر ہی علاج کر سکیں گی۔
- ڈائریا اور جسم میں پانی کی کمی کے علاج کے لیے گھر پر تیار کیے جانے والے محلول، اور نمونیا کے علاج کے لیے اینٹی بائیوٹک ادویات کے حوالے سے آگاہی کی ایک وسیع مہم کا آغاز کیا جانا چاہیے۔
- ایس ایم ایس پر مبنی نگرانی کے ایک نظام کو وسیع تر پیمانے پر متعارف کیا جائے تاکہ ایل ایچ ڈبلیوز اپنے سپروائزرز کو نازک اور حساس کیسز سے فوری طور پر آگاہ کر سکیں۔ اس کے بعد 24 گھنٹے میں فالو-اپ وزٹ بھی ممکن ہوگا۔

- تربیت کار اور سرپرست کے طور پر ایل ایچ ایس کی حیثیت میں بہتری کے لیے اقدامات کیے جائیں تا کہ ایل ایچ ڈبلیوز کی کارکردگی میں بہتری آئے۔

نگران پلس پراجیکٹ دراصل امید نو پراجیکٹ کا حصہ ہے جس کا اطلاق اے کے یو اور پاکستان کی چاروں صوبوں کی وزارت صحت کے اشتراک سے کیا جارہا ہے۔اس پراجیکٹ کے لیے بل اینڈ ملنڈا گیٹس نے بھی معاونت فراہم کی ہے۔

اس تقریب میں موجود دیگر افسران میں شامل تھے؛ ڈیپارٹمنٹ آف ہیلتھ کے اسپیشل سیکریٹری (ایڈمن) عبدالوحید شیخ، سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام فار فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کے پروونشل مانیٹرنگ کوآرڈینیٹر کے ڈاکٹر پیر غلام حسین، اور سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام فار فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹنگ آفیسر، میرپور خاص، ڈاکٹر حمزہ علی پنھور۔

اے کے یو کے ڈیپارٹمنٹ آف کمیونٹی ہیلتھ سائنسز کی چیئر ڈاکٹر سمین صدیقی، یونیورسٹی پرووسٹ اور وائس پریذیڈنٹ، اکیڈمک، کارل امرہین اور اے کے یو کے کمیونٹی ہیلتھ سائنسز کی اساتذہ ڈاکٹر شگفتہ پروین، ڈاکٹر عمران نعیم اور انعم فیروز بھی اس تقریب میں موجود تھے۔